رواۃ دیبل کی حدیثی خدمات– تحقیقی مطالعہ

بشیر احمد درس*

ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو**

The knowledge and study of Hadith reached Indian shores right from the times of the rightly guided caliphs. Many companions and the Tabi'un arrived to this land during that time. It was because of these blessed people that the study of hadith flourished on the Indian subcontinent. When Muhammad Bin Qasim conquered India, there were many scholars of hadith and mohaditheen who came along. With the influx of these laureates, the formal movement towards excellence in the sciences of hadith commenced on this land. It was because of this movement that the land of Sindh became a house of the most learned scholars of that time. This includes the great Imams such as Imam Auzai, Imam Abd Bin Humaid, Imam Maqhool Shami and others. The knowledge of wisdom of these scholars not only illuminated the land of Sindh but also became a beacon of light for the whole Muslim ummah. There great works are still read, memorized, consulted with, and transmitted by the Muslims across the globe. These scholars became a source of transmission of the noble ahadith in the Indian subcontinent and prepared many students who spent their lives carrying the noble prophetic message to all corners of the globe. It was because of untiring and selfless efforts of these noble scholars that many great centres for learning and transmission of hadith were establish in Sindh. The most renowned of them are Mansura and Dībal. The extent of transmission and narration of hadith from Dībal was to such a large extent that it was considered a parallel to Baghdad in terms of intellectual achievements that stemmed from here. The scholars of this area made highly significant contribution to the study of hadith and its transmission. In the present articles, we have presented an overview of the some of the major scholars of this era and how this intellectual revolution contributed to the development and strengthening of the sciences of hadith.

Keywords: Hadith, Dībal, Transmission, Mansura, Tabi'un, Sindh

تعارف:

برِ صغیر میں علم حدیث کی اشاعت تو پہلی صدی ہجری میں ہی ہو چکی تھی کیوں کہ خلفاء راشدین کے دور میں کئی صحابہ اور تابعین عظام کی بر صغیر پاک وہند میں آمد ہو چکی تھی۔ انہی ہستیوں کی قدم بوسی کی بدولت ہند وسندھ میں علم روایت حدیث کو بے حد فروغ ملا۔ اور جب محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا تو ان کے قافلے میں بے شمار محدثین کرام تھے جن کی سندھ آمد سے سندھ میں باقاعدہ

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ ثقافت اسلامیہ وتقابل ادیان، سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔

** سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔

روایت حدیث کی ایک تحریک کا آغاز ہوا۔ اسی تحریک کے مرہونِ منت سندھ سے، امام اوزاعی، امام عبد بن حمید، امام مکحول شامی اور بہت سارے عظیم محدثین پیدا ہوئے۔ جنہوں نے سندھ اور پورے عالم اسلام میں روایت حدیث کے ذریعے تشنگان علم کو سیر اب کیا، ان سندھی محدثین کی وجہ سے سندھ کے کئی شہروں قرون اولیٰ میں روایت حدیث کا مرکز بن چکے تھے جن میں سر فہرست منصورہ اور دیبل ہیں، دیبل کی رواۃ حدیث کی وجہ سے دیبل کو بغداد سے تشبیہ دی جانے لگی۔ یہاں کے محدثین نے علم روایت حدیث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس تحقیقی مضمون میں انہی عظیم محدثین کی حدیثی خدمات کا ایک مختصر سا جائزہ لکھا جائے گا۔

دیبل کا محل وقوع:

علامہ حموی کہتے ہیں کہ دیبل(دال کی فتح، یا سکون اور باء کے ضمے کے ساتھ) بحر ہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کا طول مغرب میں 92 / درجہ 20 دقیقہ اور عرض جنوب میں 24 درجہ 30 دقیقہ ہے۔ یہ ایک بندر گاہ ہے۔ جس سے گزر کر لاہور اور ملتان کے دیاءِ بحر ہند میں پہنچتے ہیں یہیں سے دیبل کی مصنوعات بیرون ملک بھیجی جاتی ہیں۔ صاحب تقویم البلدان کے بقول یہاں کی مصنوعات بیرون ملک بھیجی جاتی تھیں۔ صاحب تقویم البلدان کے بقول یہاں بھیڑیئے بہت ہیں، کھجور، بصرہ سے منگائی جاتی ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں کہ حام بحرین وعمان: مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی نے دور فاروقی میں اپنے بھائی عثمان بن العاص کو خلیج دیبل روانہ کیا جہاں ان کی دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی اور وہ کامیاب ہوا۔ آگے لکھتے ہیں پھر محمد بن قاسم ثقفی حجاج کے زمانے میں مکران آئے، یہاں کئی دن قیام کیا۔ قنزبور "گنج پور" ارمائیل" کو فتح کیا پھر جمعے کو دیبل پہنچے حسن اتفاق کہ افراد ہتھیار اور سازوسامان سے لدی ہوئی کشتیاں بھی آپ کی مدد کو آپہنچیں، دیبل پہنچ کر آپ نے خندق کھودی، اس پر تیر انداز بٹھائے اور منجنیق نصب کی، دیبل میں بہت بڑا بت خانہ تھا جس پر ایک طویل سرخ پرچم ہمہ وقت لہراتا رہتا تھا، محمد بن قاسم نے وہ پرچم گرادیا، جس سے کفار کی بدشگونی اور بے چینی مزید بڑھ گئی، بڑی للکار کے بعد وہ باہر نکلے، پھر جلد ہی پسپا ہو کر قلعہ بند ہوگئے۔ سالار لشکر کے ایماء پر سیڑھیاں لائی گئیں جن پر چڑھ کر بزور فتح کر لیا گیا۔ سندھ کے راجہ داہر کا عامل بھاگ پڑا اور ان کا سب سے بڑا اپجاری گرفتار ہو کر مقتول ہوا۔ محمد بن قاسم

نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور 4000 / نفوس کو آباد کیا ابن جوزی کتاب المنتظم میں لکھتے ہیں کہ ذی الحجہ ھ280 میں دیبل سے ایک خط آیا جس کے الفاظ یہ تھے:

"16 شوال کو یہاں چاند گہن ہو گیا، پھر اخیر شب میں کچھ روشنی ہوئی جہاں صبح سے عصر تک شدید اندھیرا رہا، عصر کے وقت سیاہ آندھی چلی، جس کا سلسلہ تہائی رات تک جاری رہا، اس کے بعد زلزلہ آیا جس میں چند مکانات کے علاوٗ پورا شہر کھنڈر ہو گیا، خط لکھے جانے تک 20000 افراد دفن کئے جا چکے ہیں ۔ ملبے سے لاشیں نکالنے اور دفن کرنے کا سلسلہ تاہنوزی جاری ہے۔ ملبوں سے بر آمد انسانی لاشوں کی تعداد بقول بعض ایک لاکھ پچاس ہے۔ امام سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں بھی اس کا مختصر تذکرہ کیا ہے، زلزلے کا یہ واقعہ خلیفہ ابولعباس احمد معتضد باللہ کے عہد کا ہے۔ دیبل کا دوسرا نام ٹھٹھ ہے جو شہر کراچی کے قریب آباد تھا۔"[1]

علامہ حموی کہتے ہیں کہ دیبل (دال کی فتحہ، یاء کے سکون اور باء کے ضمے کے ساتھ) برہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کا طول مغرب میں 92 درجہ 20 دقیقہ اور عرض جنوب میں 24 ہے۔

بلاذری لکھتے ہیں کہ:

واختط محمد للمسلمیں بھا وبنی مسجدا وانزلھا اربعۃ آلاف

"محمد بن قاسم نے وہاں مسلمانوں کی رہائش کیلئے علاقہ مخصوص کیا اور وہاں پر مسجد بنوائی اور چار ہزار مسلمانوں کو آباد کیا۔"

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

حال ہی میں دیبل کی کھدائی کے درمیاں ایک مسجد نکلی جس پر کتبہ 109) تسع ومائۃ کا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ محمد بن قاسم کے زمانے کی مسجد ہے مگر یہ مسجد بعد کی معلوم ہوتی ہے۔ یا پھر یہ سنہ اس کی مرمت یا جدید تعمیر کا ہے۔[2]

دیبل کا محل وقوع کراچی کے آس پاس تھا، بعض کے نزدیک کراچی کی بندرگاہ کیماڑی سے کچھ فاصلے پر جو جزیرہ منوڑہ نامی ہے اور اس کے پہاڑ پر قدیم قلعہ ہے یہی دیبل تھا، اور محمد بن قاسم نے جو مینار گرایا تھا وہ اسی کا مینار تھا، بعض نے شہر ٹھٹھہ کو دیبل بتایا ہے، یاقوت حموی کے بیان سے دیبل وہ مقام ہے جو شہر کراچی کے شمال مشرق میں تقریباً پچاس میل پر آج ڈابے جی نام سے مشہور ہے اور اسی نام کا ریلوے اسٹنی بھی ہے، اسٹیشن سے چند فرلانگ پر ساحل پر ایک قلعہ کے نشان ملے ہیں، پورا قلعہ مٹی کی تہہ

میں دبا ہوا بر آمد ہوا ہے، کھدائی کے دوران کچھ قبریں بھی پائی گئیں ہیں جن میں مردوں کے ڈھانچے صحیح وسالم موجود ہیں، ان کو محکمہ آثار قدیمہ نے آئینے کے خول میں محفوظ کر دیا ہے۔ ان ڈھانچوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان شہداء ہیں جو دیبل کی فتح کے وقت شہید ہوئے تھے، بعض لاشوں کے اندر تیر پیوست ہیں، تیر کا حصہ بھی اس طرح محفوظ ہے، اس قلعہ کے نیچے سندھ کی قدیم صنعت رنگ سازی کے ایک بڑے کارخانے کے نشان بھی بر آمد ہوئے ہیں۔ اس مقام کا نام ممکن ہے دیبل سے بدل کر ڈابے جی ہو گیا ہو۔[3]

تمیم بن زید قینی

قرون اولیٰ میں دیبل مرکز روایت حدیث:

قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

دیبل کا شہر سندھ میں محدثین اور رواۃ حدیث کا سب سے پہلا اور سب سے اہم مرکز تھا اور اس بارے میں یہ منصورہ سے بہت آگے تھا۔ یہاں کے علماء خاص طور پر عالم اسلامی سے تعلق رکھتے تھے اور ہر ملک میں ان کی آمد ورفت جاری تھی۔"[4]

مزید لکھتے ہیں کہ: "اس دور میں سندھ کے دو شہر دیبل اور منصورہ عراق کے شہر کوفہ اور بصرہ کی ہمسری کر رہے تھے سندھ کے یہ دونوں مراکز اسلامی علوم وفنون، تہذیب اور تمدن اور دینی ذہن ومزاج کے گہوارے تھے "[5]

علامہ ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی لکھتے ہی:

دیبل مدینة مشهورة علی ساحل بحر الهند وقد ینسب الیها قوم من الرواة۔

دیبل بحر ہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کی طرف رواۃ حدیث کی ایک بڑی تعداد منسوب ہے" [6]

اس مختصر مضموں میں دیبل کے جن محدثین کرام کی روایات کتب حدیث میں مروی ہیں ان کا مختصر تعارف اور ان کی خدمات حدیث کا مختصر تجزیاتی جائزہ تحریر کیا جائے گا:

(1) ابو جعفر محمد بن ابراھیم الدیبلی، المکی:

ابو جعفر محمد بن ابراھیم بن عبد اللہ بن فضل الدیبلی، مکی۔[7]

یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ:

الديبل بفتح أوله وسكون ثانيه وباء موحدة مضمومة ولام مدينة مشهورة على ساحل بحر الهند والديبل في الإقليم الثاني طولها من جهة المغرب اثنتان وتسعون درجة وعشرون دقيقة وعرضها من جهة الجنوب أربع وعشرون درجة وثلاثون دقيقة وهي فرضة وإليها تفضي مياه لهور وملتان فتصب في البحر الملح وقد نسب إليها قوم من الرواة منهم أبو جعفر محمد بن إبراهيم الديبلي

علامہ حموی کہتے ہیں کہ دیبل(دال کی فتح، یا سکون اور باء کے ضمے کے ساتھ) بحر ہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کا طول مغرب میں 92 / درجہ 20 دقیقہ اور عرض جنوب میں 24 درجہ 30 دقیقہ ہے۔۔ یہ ایک بندر گاہ ہے۔ جس سے گزر کر لاہور اور ملتان کے دریاء بحر ہند میں پہنچتے ہیں یہیں سے دیبل کی مصنوعات بیرون ملک بھیجی جاتی ہیں۔ دیبل بحر ہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کی طرف رواۃ حدیث کی ایک بڑی تعداد منسوب ہے اور ان میں ایک ابو جعفر محمد بن ابراہیم دیبلی بھی ہیں۔"[8]

علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ: " میٹھا پانی ملتان، لاہور و سندھ اور کشمیر سے میٹھا پانی دیبل میں جمع ہوتا ہے اور وہاں سے سمندر میں چلا جاتا ہے وہاں کے مشہور محدث ابو جعفر محمد بن عبد اللہ دیبلی ہیں جو بعد میں مکہ میں جا کر رہے تھے" [9]

وفات:

جمادی الاول سنہ 322ھ میں پیدا میں وفات پائی۔

احادیث کا تجزیاتی جائزہ

احادیث کی تعداد:

ابو جعفر محمد بن ابراہیم سے بھی زیادہ تعداد میں روایت مروی نہیں ہیں ایک استقراء تحقیقی کے بعد اگر روایات کی تمام اسناد کو ملا کر شمار کیا جائے تو کل تعداد 30 سے تجاوز نہیں کرے گی، کچھ کتب سے روایات کی تعداد ایک ٹیبل کی صورت میں دی جا رہی ہے:

الرقم	کتاب حدیث	احادیث کی تعداد
1	سنن الکبریٰ۔ بیہقی	4

2	معجم بن عساکر	2
3	شعب الایمان- بیہقی	3

جن محدثین کرام سے آپ کی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں ان کی فہرست محولہ مندرجہ ذیل دی گئی ہے اور اسی میں آپ سے روایت کنندگان کی فہرست بھی دی جارہی ہے:

	راوی کانام: ابو جعفر محمد بن ابراھیم الدیبلی، المکی		
الرقم	روی عنہ	مروی عنہ	کتاب کانام
1	ابوالحسین بن بشران	بوعبداللہ: محمد بن علی بن زید الصائغ	السنن الکبریٰ262/5
2	ابوالحسن بن فراس	سعید بن عبدالرحمن	السنن الکبریٰ10/ 161
3	ابو بکر عبداللہ بن محمد سکری	محمد بن علی بن زید صائغ	شعب الایمان –بیہقی 2/ 375
4	ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبھانی		شعب الإيمان- البيهقي7/ 365
5	ابوالحسن احمد بن ابراہیم بن فراس	ابوعبیداللہ مخزومی	معجم ابن عساکر 1/ 220

امام ذھبی نے شیوخ اور تلامیذ کے اسماء گرامی یہ تحریر کئے ہیں :

شیوخ: ابو بکر بن مقری، ابواحمد حاکم، محمد بن یحییٰ بن عمار دمایطی، احمد بن ابراھم بن فراس۔

تلامیذ: محمد بن زنبور، سعدبن عبدالرحمن المخزومی، حسنس بن حسن المروزی وغرلہ۔[10]

روایت حدیث میں مقام:

امام ذھبی فرماتے ہیں کہ:وکان مسند الحرم في وقته

اپنے زمانے میں حرم کی مسند پر فائز تھے۔[11]

(2) عبدالرحیم بن یحیٰ دیبلی:

عبد الرحیم بن یحیٰ الدیبلی کے تفصیلی حالات کتب رجال حدیث میں مل نہیں سکے البتہ ان کی دو روایات کتب احادیث میں مروی ہیں:

الرقم	کتاب حدیث	احادیث کی تعداد
1	المعجم الاوسط	1
2	المعجم الصغیر	1

ان روایات سے پتا چلتا ہے کہ ان سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسیٰ توزی ہیں اور آپ عبد الرحمن بن مغراء سے روایت کرتے ہیں۔ کتب رجال سے آپ کی سن ولادت یا وفات کا پتا نہیں چل سکا۔ البتہ ان کے شاگرد ابراہیم بن موسیٰ کی وفات 303ھ میں ہوئی [12] جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ دوسری اور تیسری صدی کی راوی ہیں۔

(3) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم دیبلی سندھی:

آپ مشہور محدث محمد بن ابراہیم دیبلی کے صاحبزادے ہیں، آپ چوتھی صدی کے محدث تھے قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں: " ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چوتھی صدی کے ہیں کیوں کہ ان کے والد کی وفات 322 میں ہوئی۔"[13]

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم کی روایات کی تعداد زیادہ نہیں ہے ایک استقراء تحقیقی کے بعد اگر روایات کی تمام اسناد کو ملا کر شمار کیا جائے تو کل تعداد 15 سے تجاوز نہیں کرے گی، کچھ کتب سے روایات کی تعداد مندرجہ ذیل ٹیبل میں دی جارہی ہیں:

الرقم	کتاب حدیث	احادیث کی تعداد
1	امالی ابن بشران	1
2	سنن الکبریٰ۔ بیہقی	1
3	شعب الایمان ۔ بیہقی	4
4	جزءان من امالی ابی مطیع (مخطوط)	1

جن محدثین کرام سے آپ کی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں ان کی محولہ فہرست مندرجہ ذیل دی گئی ہے اور آپ سے روایت کنندگان کی فہرست بھی دی جارہی ہے:

	راوی کا نام: ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم دیبلی		
	روی عنہ	مروی عنہ	کتاب کا نام
1	ابو قاسم عبد الملک بن محمد بن محمد بن عبد اللہ	ابو عبد اللہ: محمد بن علی بن زید الصائغ	امالی ابن بشران 1/ 101
2	ابو الحسین بن بشران		السنن الکبریٰ 5/ 262
3	ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصبھانی	محمد بن علی بن زید صائغ	شعب الایمان –بیہقی 13/ 163
5	ابو سعید محمد بن علی بن عمرو	ابو عبید اللہ مخزومی	جزئان من امالی ابی مطیع (مخطوط) 1/ 20

روایت حدیث میں آپ کے مقام کے حوالے سے محدثین کے آراء کتب رجال سے نہ مل سکے اور نہ ہی آپ کے سن وفات کا ذکر ملتا ہے۔

(4) ابو قاسم حسین بن محمد بن اسد دیبلی:

تاریخ دمشق کے مطابق انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی تھی اور وہاں کے محدث ابو صالح حسن بن زکریا علاف اور محمد بن یحیٰ مروزی، موسی بن ھارون، اسحاق بن حاجب بن ثابت، ابو یعلی موصلی، حسن بن علویہ قطان، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، احمد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ان کے درس حدیث میں تمام بن محمد، عبد الرحمن بن عمر بن نصر، ابو عباس بن سمسار وغیرہ شامل رہے۔

ابن عساکر ان سے ایک روایت سند کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

أخبرنا أبو محمد عبد الكريم بن حمزة نا عبد العزيز بن أحمد أنا تمام بن محمد أنا أبو القاسم الحسين بن محمد بن أسد الديبلي قراءة عليه سنة أربعين

وثلاثمائة قال في حديث آخر بدمشق نا أبو صالح الحسن بن زكريا العلاف نا أبو جعفر محمد بن طريف نا عبد الله بن إدريس عن أبيه عن حبيب بن أبي ثابت عن أبيه عن

عطاء عن جابر بن عبد الله أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) باع مدبرا غريب صحيح

"عطاء، جابر بن عبد اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدبر غلام کو بیچا تھا"[14]

حسین بن محمد بن اسد دمشقی کے تفصیلی حالات کتب رجال حدیث سے معلوم نہ ہو سکے۔

(5) خلف بن محمد دیبلی:

قاضی محمد اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ: "خلف بن محمد دیبلی چوتھی صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں خطیب بغدادی اور علامہ سمعانی کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ محدثین سندھ سے، سندھ میں روایت حدیث کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوا ہے۔"[15]

امام بغدادی (وفات 463ھ) لکھتے ہیں کہ انہوں نے بغداد میں رہائش اختیار کی اور وہ علی بن موسیٰ دیبلی روایت سے کرتے ہیں اور ان سے ابو حسن ابن جندی روایت کرتے ہیں[16]

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ان کی مروی شدہ یہ روایت نقل کی ہے:

"أخبرني أبو نصر أحمد بن محمد بن أحمد بن عمر الوتار، قال: أخبرنا أحمد بن عمران، قال: حدثني خلف بن محمد الديبلي الموازيني صديقنا، قال: حدثنا علي بن موسى الديبلي بالديبل، قال: حدثنا داود بن صغير.وأخبرنا احمد بن محمد العتيقي، قال: حدثنا علي بن عمر الحربي، قال: حدثنا عبيد الله بن عبد الله الصيرفي أبو العباس في درب الثلج، قال: حدثنا داود بن صغير، قال: حدثنا أبو عبد الرحمن الشامي النواء، عن أنس بن مالك، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " كلام أهل السموات لا حول ولا قوة إلا بالله"[17]

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان والوں کا کلام لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔

(6) ابو موسیٰ دیبلی:

ابو موسیٰ دیبلی کے سن ولادت یا وفات کو کسی بھی کتب رجال میں کچھ مذکور نہیں ہے البتہ قاضی اطہر مبارکپوری کی تحقیق کے مطابق آپ تیسری صدی کے محدث ہیں[18]

آپ سے چند اقوال منقول ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا رجحان روایت کے مقابلے میں تصوف کی طرف زیادہ تھا۔ ان سے ایک ہی حدیث منقول ہے جسے وہ اپنے استاذ اور ماموں ابو یزید بسطامی سے بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں آپ کے شاگرد علی بن جعفر بغدادی ہیں اس روایت کی سند سیدہ ام سلمہ تک پہنچتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی لشکر کا ذکر کیا گیا جو کہ دھنسا دیا جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ تفصیلی کیلئے ملاحظہ ہو[19]

(7) احمد بن محمد بن ھارون ابو بکر رای دیبلی:

ابو علاء قاضی کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر احمد بن ھارون نے ان کی ولادت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے خود بتایا تھا کہ ان کی پیدائش 275ھ (دیبل) میں ہوئی۔ بعد میں آپ رے چلے گئے تھے جس کی وجہ سے رازی کہلائے اور بغداد کے علاقے حربیہ میں رہائش اختیار کرنے کی وجہ سے آپ کو حربی بھی کہا جاتا ہے۔

آپ نے حسنون بن ھیثم سے عاصم کے لہجے پر قرات سیکھی۔

امام بغدادی اپنی سند سے ان سے یہ روایت بیان کرتے ہیں:

أخبرنا الحسن بن الحسين النعالي أخبرنا أحمد بن محمد بن هارون الرازي الحربي أخبرنا جعفر بن محمد الفريابي حدثنا محمد بن عابد حدثنا الهيثم بن حميد حدثني العلاء بن الحارث وأبو وهب عن مكحول عن أبي أسماء الرحبي عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ثوبان بينا أنا أمشي مع رسول الله صلى الله عليه و سلم إذ مر برجل يحتجم بعد ما مضى من شهر رمضان ثمان عشرة فقال رسول الله أفطر الحاجم والمحجوم[20]

ثوبان بیان کرتے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ تو ایک شخص گذرے جس نے سنگی کروائی تھی رمضان کے اٹھارہ روزے گذر چکے تھے آپ نے فرمایا کہ سنگی کرنے اور کروانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ کی وفات 370ھ 21 رجب کو ہوئی تھی۔[21]

(8) ابو عباس محمد بن محمد بن عبد اللہ وراق دیبلی

"نیک عالم تھے اور ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی اور جعفر بن محمد بن حباب جمحی اور جعفر بن محمد بن حسن فریابی اور عبدان بن احمد بن موسیٰ عسکری، محمد بن عثمان بن ابی سوید بصری وغیرہ سے علم حدیث حاصل

کیا اور ان سے حاکم ابو عبد اللہ نے سماع کیا آپ کی وفات رمضان سنہ 345ھ میں ہوئی۔ ابو عمرو بن نجید نے آپ کی جنازہ نماز پڑھائی"[22]

ان کے تفصیلی حالات اور روایات کے حوالے سے زیادہ معلومات کتب حدیث ورجال میں درج نہیں۔

(9) احمد بن عبد اللہ دیبلی

آپ علم کی طلب میں سفر کرنے والے پہلے لوگوں میں سے ہیں، آپ زاھد، فقیر، عبادتگذار تھے ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے دنوں میں وہ نیشاپور میں رہے۔۔۔وہاں شادی کی انہوں نے بصرہ میں ابو خلیفہ قاضی سے اور بغداد میں جعفر بن محمد فریابی سے، مکہ میں فضل بن محمد جندی اور محمد بن ابراہیم دیبلی سے، مصر میں علی بن عبد الرحمٰن اور محمد بن زیان سے، دمشق میں ابو حسن احمد بن عمر، بیروت میں ابو عبد الرحمن مکحول سے اور بحران ابو عروبہ حسین بن ابی معشر سے، تستر میں احمد بن زھیری تستری سے، عسکر میں عبدان بن احمد سے نیشاپور میں ابو بکر محمد بن اسحاق بن خریمہ سے اور ان سے حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے سماع حدیث کیا آپ کی وفات نیشاپور میں 343ھ میں اور حیرہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔[23]

(10)شعیب بن محمد دیبلی:

علامہ سمعانی "الانساب" میں لکھتے ہیں

وأبو القاسم شعيب بن محمد بن أحمد بن شعيب بن بزيع بن سوار الديبلي المعروف بابن أبي قطران الديبلي،قدم مصر وحدث بها، قال أبو سعيد ابن يونس: كتبت عنه.

کہ ابو القاسم شعیب بن محمد بن احمد بن سعید بن بزیغ بن سوار دیبلی (معروف بن ابن ابو قطعان) مصر آئے اور وہاں درس حدیث دیا۔ ابو سعید بن یونس نے بتایا کہ میں نے شعیب بن محمد سے احادیث لکھیں۔[24]

آپ سے کتب حدیث میں مروی شدہ روایت صرف ایک ہی مل سکی ہے جو یہ ہے:

أخبرنا سليمان، أنا أبو بكر بن مردويه، نا محمد بن عبد الله ابن إبراهيم، نا محمد بن يونس العلاء بن عمرو، نا أبو إسحاق الفزاري.قال أبو بكر بن مردويه: وحدثنا محمد بن فارس بن حمدان، نا شعيب بن محمد الديبلي، نا سهل بن صقير، نا أبو إسحاق الفزاري، عن سفيان، عن آدم ابن علي، عن ابن عمر – رضي الله عنه – قال: بينما

النبي – صلى الله عليه وسلم – جالس وعنده أبو بكر – رضي الله عنه – عليه عباءة قد خلها على صدره بخلال، إذ نزل عليه جبريل – عليه السلام – فأقرأه من الله السلام. وقال له: يا رسول الله مالي أرى أبا بكر عليه عباءة قد خلها على صدره بخلال. قال: " يا جبريل أنفق ماله علي قبل الفتح "، قال: فأقرئه من الله السلام. وقل له: يقول لك ربك: أراض أنت عني في فقرك أم ساخط؟ قال: فالتفت النبي – صلى الله عليه وسلم – إلى أبي بكر فقال: " يا أبا بكر هذا جبريل يقرئك من الله السلام ويقول لك: أراض أنت عني في فقرك هذا أم ساخط؟ " قال فبكى أبو بكر – رضي الله عنه – وقال: أعلى ربي أغضب، أنا عن ربي راض، أنا عن ربي راض.

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس ابو بکر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے چاراوڑھی ہوئی تھی جو انہوں نے سینے کے درمیان سے گذاری ہوئی تھی اس وقت پر آپ کے پاس جبریل آئے اور اللہ کی جانب سے سلامتی کے پیغام دیئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ابو بکر کو کیا ہوا ہے انہوں نے چادر کو اس طرح اوڑھا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جبریل انہوں نے اپنا مال فتح سے پہلے ہی خرچ کر دیا ہے جبریل نے کہا ان کیلئے بھی رب کی طرف سلامتی کا پیغام ہے ان سے کہئے کہ تمہارا رب کہتا ہے تم مجھ سے اس غربت میں راضی ہو یا نہیں ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر کو جبریل کا یہ پیغام پہنچایا تو ابو بکر رونے لگے کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں میں تو اپنے رب سے راضی ہوں۔[25]

خاتمۃ البحث:

عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں کی برصغیر میں آمد ہو چکی تھی سرزمین ہند و سندھ کو 25 صحابہ کرام اور 42 تابعین کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا بعد کے دور میں کئی اتباع تابعین کی آمد بھی ثابت ہوتی ہے، ان میں کئی ایسے بھی تھے جنہوں نے مستقل طور پر سندھ میں رہائش اختیار کر لی تھی یہی وجہ ہے کہ سندھ قرون اولیٰ میں علم حدیث کا گہوارہ بن چکا تھا، سندھ کے کئی شہروں سے مقامی علماء نے نہ صرف تدوین حدیث میں حصہ لیا بلکہ علم حدیث میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کیا، ان باکمال لوگوں نے نہ صرف سندھ اور ہند کو علم حدیث سے سیر اب کیا بلکہ عرب کے ممالک میں کئی متلاشیان علم ان سے علم حدیث

حاصل کر کے سیر اب ہوئے۔ سندھ کے کئی مراکز حدیث کی طرح دیبل کے رواۃ حدیث بھی روایت حدیث میں مشہور ہوئے اور دیبل کو بغداد ثانی بنادیا۔

حوالہ جات وحواشی

---

[1] مبارکپوری، مولانا قاضی محمد اطہر، سندھ وہند کی قدیم شخصیات، ناشر مکتبۃ خدیجۃ الکبریٰ اردو بازار کراچی۔ ص60

[2] خلافت امویہ اور ہندستان ص372 ناشر اسلامک پبلشنگ ہاؤس

[3] اسلام کا نظام اراضی ملخص ص203، بحوالہ خلافت امویہ اور ہندوستان ص108

[4] ہندوستان میں عربوں کی حکومت ص 189 قاضی اطہر مبارکپوری، مطبوعہ مکتبہ عارفین کراچی 1287ھ / 1967ء

[5] ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں ص18

[6] یاقوت بن عبداللہ حموی، معجم البلدان، ناشر: دارلفکر-بیروت- 2 / 495

[7] شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفى: 748ھ)، سیر أعلام النبلاء، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع سوم 1405ھ 1985ء 15 / 9

[8] معجم البلدان، ناشر: دارلفکر-بیروت- 2/ 495

[9] سمعانی عبدالکریم بن محمد بن منصور (م 562ھ) کتاب الانساب 2/ 523

[10] سیر أعلام النبلاء، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع سوم 1405ھ 1985ء جلد 15 ص10

[11] ایضًا 15 / 10

[12] ذھبی ابوعبداللہ محمد بن احمد ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ، ج27 ص258

[13] سندھ وہند کی قدیم شخصیات ص:129

[14] ابن عساکر ابو قاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ (م 571ھ)، تاریخ دمشق، ناشر: دار لفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، سن طباعت 1415ھ 1995ء 14/307

[15] سندھ وہند کی قدیم شخصیات، ناشر مکتبۃ خدیجۃ الکبریٰ اردو بازار کراچی۔ ص177

[16] بغدادی ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مھدی (وفات 463ھ) تاریخ بغداد، ناشر ی دالغرب الاسلامی-بیروت طبع اولیٰ 1422ھ 2002ء 9/286

[17] ایضاً9 / 286

[18] رجال السند والھند صفحہ 397

[19] ابن جوزی ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، صفوۃ الصفوۃ، ناشر: دارالمعرفۃ -بیروت، طبعۃ ثانیہ 1999-1979، 4 / 111 - 113

[20] بغدادی احمد بن علی ابو بکر بغدادی–تاریخ بغداد–ناشر: دارالکتب العلمیہ–بیروت، 5 / 113

[21] بغدادی احمد بن علی ابو بکر بغدادی–تاریخ بغداد–ناشر: دارالکتب العلمیہ–بیروت ج5 ص113

[22] سمعانی عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی (562ھ) ، الانساب، ناشر مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، طبعہ اولیٰ 1382ھ 1962ء ج5 ص440

[23] سمعانی عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی (562ھ) ، الانساب، ناشر مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، طبعہ اولیٰ 1382ھ 1962ء، 5 / 440-441

[24] سمعانی عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی سمعانی مروزی (م 562ھ) ، الانساب، ناشر مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدر آباد طبع اولیٰ 1382ھ 1962ء جلد5 / 440

[25] اصبھانی اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی قرشی (م 535ھ) الحجۃ فی بیان المحجۃ و شرح عقیدہ اہل السنۃ، ناشر: دارالرایہ-ریاض سعودیہ طبع ثانیہ 1419ھ 1999ء 2 / 348-349